مواعظِ اختر نمبر ۲۴

نالہائے درد

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

نالہائے درد

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: نالہائے درد

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: یکم ربیع الاول ۱۴۱۸ء مطابق ۷ جولائی ۱۹۹۷ء، بعد عصر

مقام: لیسٹر انگلینڈ

موضوع: متفرق ملفوظات

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

نالہائے درد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

بندوں کو مولانا کہنے پر اشکال اور حضرت والا کا جواب

ایک عربی نے مجھ سے کہا کہ لوگوں کو مولانا کہنا صحیح نہیں ہے، مولیٰ صرف اللہ ہی کو کہنا جائز ہے کیونکہ قرآن پاک میں یہ لفظ اللہ کے لیے آیا ہے کہ:

﴿ اَنْتَ مَوْلٰنَا﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۲۸۶)

یعنی اے اللہ! آپ ہی ہمارے مولیٰ ہیں۔ پھر ان صاحب نے کہا کہ مجھ کو ایسی دلیل دیں کہ میں اپنی بیوی کو سمجھا دوں، اس نے تو مجھ پر فتویٰ دے رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ اس سے یہ کہنا کہ اب میں تمہیں مَوْلٰنَا کا صحیح مفہوم بتاتا ہوں، تو ایک مولیٰ کو لئے پھرتی ہے جبکہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا:

﴿ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

(سورۃ التحریم، آیت:۴)

اللہ بھی اپنے نبی کا مولیٰ ہے اور جبرئیل بھی میرے پیغمبر کے مولیٰ ہیں اور سارے مومن، سارے نیک بندے بھی میرے نبی کے مولیٰ ہیں۔ تو اللہ پاک نے یہاں خود ہی لفظ مَوْلٰنَا کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے لیے بھی اور مؤمنین کے لیے بھی استعمال فرمایا۔ بس میری یہ بات سن کر وہ مست ہوگیا، اس کو مزہ آگیا کہ بہت ہی مدلل بات ہے۔ پھر میں نے کہا کہ حدیث پاک کی بھی ایک دلیل سن لو، بخاری شریف، جلد نمبر ۱ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک

صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلٰنَا

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۸، باب مناقب زید بن حارثہ مولیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اے زید بن حارثہ! تو میرا بھائی بھی ہے اور میرا مولیٰ بھی ہے۔ تو اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فتویٰ لگاؤ، مجھ کو غریب جان کر تو فتویٰ دیتی ہو، کیونکہ شوہر بے چارے بعض وقت دب جاتے ہیں۔ جیسے اکبر نے کہا تھا کہ میں برٹش کی فوج سے نہیں دبتا لیکن بیوی کی نوچ سے دب جاتا ہوں ؎

اکبر نہیں ڈرے کسی برٹش کی فوج سے
لیکن شہید ہوگئے بیوی کی نوچ سے

پہلے زمانہ میں عورتیں کہتی تھیں کہ نوج مجھے ایسا شوہر ملا ہے۔ تو وہ صاحب خوش ہوگئے۔ پھر میں نے کہا کہ ایک صحابیِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک عمل تھا، وہ اپنے شاگرد حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو بلاتے تھے تو یوں کہتے تھے یَا مَوْلٰنَا الْحَسَنَ اے میرے مولیٰ حسن! یہاں آؤ، حضرت حسن بصری ان کے بڑے پیارے شاگرد تھے۔ حضرت حسن بصری نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی تھی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی اماں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر میں خادمہ تھیں۔ آہ! جس کی ماں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر کی خادمہ ہو وہ کتنے خوش نصیب ہوں گے۔ جب حضرت حسن بصری پیدا ہوئے تو وہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا، حضرت حسن بصری کی والدہ ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ آپ اس کی سنتِ تحنیک فرما دیں اور دعا دیں، آپ نے سنتِ تحنیک فرمائی یعنی کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی۔ محدثین لکھتے ہیں کہ ان کے علم کی برکت کی وجہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لعابِ دہن ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دو دعائیں دیں اَللّٰھُمَّ حَبِّبْہُ اِلَی النَّاسِ، اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ! اسے دین کا عالم بنا اور مخلوق میں اس کی محبت پیدا فرما۔ اگر کوئی دین کا عالم ہو لیکن مخلوق میں

محبوب نہ ہوتو اس سے دین پھیلے گا؟ اسی طرح اگر مخلوق میں محبوب تو ہو مگر دین ہی نہ ہو، عالم نہ ہوتو بدعت اور گمراہی پھیلائے گا۔

تسبیح کا ثبوت

لیکن اس نے کہا کہ میری بیوی ایک اور فتویٰ لگا رہی ہے کہ تسبیح بدعت ہے، صحابہ کے زمانہ میں کہیں تسبیح تھی؟ کس حدیث شریف میں تسبیح کا ذکر ہے؟ تو میں نے کہا کہ اچھا تسبیح کا بھی جواب دے دینا، تسبیح کا استعمال اگر صحابی کے عمل سے ثابت ہو جائے تو پھر یہ بدعت نہیں ہوگی۔ میں نے کہا کہ جاؤ اس سے کہنا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں کتاب الاذکار میں لکھا ہے کہ:

((وَقَدْ كَانَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ خَيْطٌ فِيْهِ عُقَدٌ كَثِيْرَةٌ يُّسَبِّحُ بِهَا))

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب ثواب التسبیح والتحمید)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا، اس میں چھوٹی چھوٹی گرہیں لگی ہوئی تھیں، وہ اسی سے ذکر کی تعداد کو شمار کرتے تھے۔ تو صحابی سے تسبیح ثابت ہوگئی پھر یہ کہاں سے بدعت ہے۔ اور عربی میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بھی سنا دینا اور ملا علی قاری کے بارے میں بتا بھی دینا کہ كَانَ مِنْ هِرَاتٍ وہ ہرات کے رہنے والے تھے...... هَاجَرَ اِلٰى مَكَّةَ وَدُفِنَ بِالْجَنَّةِ الْمَعْلٰى وَاِذَا زَارَ قَبْرَهٗ مَوْلَانَا عَبْدُ الْحَيِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى كَتَبَ فِيْ مُقَدَّمَةِ كِتَابِهٖ قَدْ زُرْتُ قَبْرَ مُلَّا عَلِيٍّ قَارِيٍّ فِيْ جَنَّةِ الْمَعْلٰى بِمَكَّةَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ تو میں نے کہا یہ جا کر کہو، وَقَدْ كَانَ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ خَيْطٌ فِيْهِ عُقَدٌ كَثِيْرَةٌ يُسَبِّحُ بِهَا اس روایت میں فِيْهِ جَوَازُ عَدِّ الْأَذْكَارِ وَمَأْخَذُ سُبْحَةِ الْأَبْرَارِ اور نیک بندوں کی تسبیح کا ثبوت ہے۔ تو بات پوری ہوگئی نا کہ اللہ کے سوا مخلوق کو بھی مولانا کہنے کا ثبوت مل گیا اور تسبیح کا ثبوت بھی مل گیا۔

غیر اللہ سے مانگنے کی مذمت

جب میں نے کہا کہ بھئی! تسبیح پر ذکر کرنا بھی صحابہ کا عمل ہے تو وہ عرب اتنا خوش ہوا کہ میرے کپڑے دھونے کے لئے لے گیا اور ڈیڑھ ہزار ریال ہدیہ بھی دیا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ لوگ بھی مجھے ہدیہ دیں، ہدیہ وہ ہوتا ہے جو مانگا نہیں جاتا، مانگنے کے بعد جو ہدیہ ملتا ہے وہ بھیک ہے، غیر اللہ سے طلب ہے، جائز نہیں ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددُعا ہے کہ اے اللہ! برکت نہ دے اس میں جو مانگے کسی سے۔ تو ہدیہ کی تعریف یہی ہے کہ سوال کا اشارہ بھی نہ کرے، یہ بھی نہ کہے کہ بھوک لگی ہے۔

پانی کو فضول خرچ کرنا گناہ ہے

دیکھو بھئی! اپنے یہاں وضو خانوں پر بورڈ لگاؤ اور انگریزی میں لکھو کہ نل کو آہستہ کھولیئے کیونکہ پانی کا اسراف گناہ ہے۔ میں نے بھی اپنے یہاں لگوایا ہوا ہے اور کچھ لوٹے بھی رکھ دو ورنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بہت ناراض ہوں گے، اسلام آباد میں مولانا نے ڈانٹ کر کہا کہ جاؤ میرے پیسوں سے لوٹے رکھواؤ، اگر کوئی تقویٰ سے وضو کرنا چاہے تو اسے موقع دیا جائے۔ تو حضرت نے اسلام آباد، پشاور اور لاہور میں اپنے پیسوں سے لوٹے منگوا کر رکھوائے۔ جب میں نے سنا کہ سب پر ڈانٹ پڑ رہی ہے تو میں نے جلدی سے خانقاہ میں اپنے بیٹے کو فون کیا اور کہا کہ جلدی سے وضو خانوں میں لوٹے لا کر رکھ دو ورنہ بابا زبردست خفا ہوں گے۔ اسی لئے بتا رہا ہوں کہ ہر کام جلدی جلدی کرلو، کچھ لوٹے رکھوا دو اور بورڈ بھی لگوا دو کہ نل کو آہستہ کھولیئے، پانی کو فضول خرچ کرنا گناہ ہے۔

مستغفرین کا حشر متقین کے ساتھ ہوگا

آپ لوگ آج سے وعدہ کرو کہ ہم:

﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴾

(سورۃ المؤمنون، آیت:۱۱۸)

کہتے کہتے مرجائیں گے، ان شاء اللہ مغفرت ہوجائے گی۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اے میرے پالنے والے رب! یہاں اللہ تعالیٰ نے رب کیوں نازل فرمایا؟ تاکہ بندوں پر اللہ کی رحمت اور مہربانی ہوجائے کہ اے میرے پالنے والے! معاف کردیجئے، بخش دیں اور رحمت بھی کردیجئے، اس دعا میں چار نعمتیں ہیں وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے کہ فَاِنَّ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ نُزِّلُوْا بِمَنْزِلَةِ الْمُتَّقِيْنَ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معافی مانگنے والوں کو متقیوں کے درجہ میں کردیں گے۔ دیکھا آپ نے! واہ کیا کرم ہے مالک کا! اور کیا چاہئے آپ کو، اب جو ظالم توبہ نہ کرے تو اس کی قسمت کو کیا کہوں پھر تو وہ نالائق ہے۔ بھئی! اگر تم گٹر میں گر گئے ہو تو پھر جو ظالم غسل نہ کرے اور گٹر کے پیشاب پاخانے سے یہ کہے کہ مجھے بہت مزہ آرہا ہے، تو پھر وہ پاگل ہے، عقل مند انسان نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کبھی خطا ہوجائے اِنْ صَدَرَ مِنَ السَّالِكِ الْخَطَآءُ فَلْيَسْتَغْفِرْ رَبَّهٗ بِنَدَامَةِ قَلْبِهٖ وَاِخْرَاجِ الدُّمُوْعِ مِنْ عَيْنَيْهِ اَوْ مِنْ اَحَدِهِمَا وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اور اگر رونے پر قادر نہیں ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

((اِبْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا))

(سنن ابن ماجۃ، کتابُ الزھد، بابُ الحزن والبکاء، ص:۳۰۹)

روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔ اب اس کے بعد کیا راستہ رہ گیا، سب سہل ہوگیا۔ بس آج کی مجلس ختم۔

اب دعا کرو، میری حاضری ہے برطانیہ، قونیہ اور استنبول کی۔ دعا کرو کہ جو کچھ کام ہو رہا ہے اللہ پاک اس کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیں اور ہم سب کو اپنا مقبول اور اپنا محبوب بنالیں اور مقبولین کے اعمال نصیب فرمائیں اور ضالین اور فاسقین کے اعمال سے ہماری حفاظت فرمائیں اور دونوں جہان کی نعمتیں ہم سب کو عطا فرمائیں اور اے اللہ! ہم میں سے جس کو جو گناہ کی عادت ہو اس گناہ سے ہم کو توبۂ صادقہ نصیب فرما اور جس کی جو بھی حاجت ہو، مقروض ہو، رشتہ نہ ملتا ہو، جو بھی حلال اور جائز حاجت ہو اس کو پورا فرما۔ اے مالکِ دو جہاں ہم کو دونوں جہاں بخش دے ؎

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

اے خدا! اپنی مہربانی کا ہاتھ ہماری جھولیوں کی طرف بڑھایئے اور ہم کو دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال فرمایئے اور ہم سب کو جذب فرما کر اپنی غلامی نصیب فرما، نفس وشیطان کی غلامی سے ہم کو نجات عطا فرما اور یہ دعائیں ہمارے تمام حاضرین، غائبین، اولاد، بیوی، بچوں سب کے لئے قبول فرما اور عالمِ اسلام میں قیامت تک اسلامی حکومت قائم فرما پاکستان کو بھی صحیح پاکستان بنادے۔ یا اللہ! سارے عالم کے کفار کو ایمان دے دے اور اگر ایمان ان کے مقدر میں نہ ہو تو ان کے شر سے ہم سب کو محفوظ فرما اور اختر کو اور تمام مسلمانوں کو تقویٰ کی دولت نصیب فرما، آمین۔

بار بار نصیحت کرنا تکرارِ غذائے روحانی ہے

جس طرح جسمانی غذا کا تکرار آپ کو محبوب ہوتا ہے یعنی اچھی غذا روزانہ کھانے کو دل چاہتا ہے تو اللہ کی باتیں بھی بار بار قرآنِ مجید میں آئی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ خَالِقُ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَامِ وَالْاَبْدَانِ ہیں اور خَالِقُ الْقُلُوْبِ وَ الْقَوَالِبِ ہیں، اللہ تعالیٰ اس اسلوب پر ہماری روحانی تربیت

فرمار ہے ہیں لہٰذا بار بار کہنے سے آدمی کو خیال ہوتا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی اہم بات ہے۔

مولانا شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے، میں ان کے پاس کبھی کبھی کراچی میں ناظم آباد جاتا تھا کہ حضرت حکیم الامت کی کچھ باتیں ہمیں سنایئے، تو ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں کانپور میں صدر مدرس تھا تو بیت الخلاء میں تھا تو باہر دو آدمی آپس میں گفتگو کررہے تھے ایک نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو بار بار نماز کے لئے کہا مگر وہ پڑھتا ہی نہیں تو میں نے اس کو کہنا ہی چھوڑ دیا، دوسرے نے کہا کہ اس نے تو اپنا برا کام نہ چھوڑا یعنی بے نمازی ہونا تو آپ نے اپنا نیک کام کیوں چھوڑ دیا؟

اور مولانا شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تجربہ بیان فرمایا کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ سگریٹ نہ پیا کرو، اس نے ایک سو ایک مرتبہ کہنے پر سگریٹ چھوڑ دی۔ تو معلوم ہوا کہ جب نل کے نیچے ایک ایک قطرہ گرتا رہے گا تو چند ماہ بعد نشان پڑ جائے گا اور ایک دن وہاں گڑھا ہوجائے گا، لہٰذا اللہ کے بھروسہ پر اچھی بات کہتے رہو اور مفت میں ثواب لیتے رہو، اگر اس کے مقدر میں عمل کرنا ہے تو کسی نہ کسی وقت میں اللہ پاک اس کو توفیق دے دیں گے۔

میں نے بعض احباب سے ڈاڑھی رکھنے کو کہا، چار پانچ سال تک کسی نے نہیں رکھی لیکن اللہ پاک مجھے توفیق عنایت فرماتے رہے، چار پانچ سال کے بعد انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی، کسی نے تو دو تین دفعہ ہی کہنے پر رکھ لی۔ ہر ایک کے ضمیر میں صلاحیت ہے، ہر ایک کے قلب میں صلاحیت ہے، تو اس نے ایک سو ایک مرتبہ کہنے پر سگریٹ چھوڑ دی۔ اور میں نے سگریٹ کے نئے معنی بیان کئے

ہیں کہ فارسی میں سگ کتے کو کہتے ہیں اور ریٹ انگریزی میں چوہے کو کہتے ہیں تو سگریٹ اصل میں کتا اور چوہا تو جس کا نام اتنا گندا ہو خود اس کا کیا حال ہوگا۔

آنول نال ناف میں ہونے کا راز

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ماں کے حیض کے خون سے بنتا ہے اسی لئے نو مہینے تک حیض نہیں آتا، ماں کے حیض سے بچہ کے ہاتھ، پاؤں، پھیپھڑے، دل بنتے ہیں اور ماں کے جسم سے ایک رگ بچہ کی ناف سے جڑی ہوتی ہے جس کو آنول نال کہتے ہیں، اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ماں کے حیض کے خون سے بچہ کو غذا دیتے ہیں اور منہ کے ذریعہ اس کو گندے خون کی غذا اس لیے نہیں دیتے کہ یہ کبھی ہمارا نام لے گا لہٰذا اپنے نام لینے کے لیے اللہ نے بچہ کے منہ کو ناپاک خون سے پاک رکھا کہ اس منہ سے میرا نام لے گا تو میں پاک ہوں تو اس کا منہ کیوں ناپاک رکھوں۔ یہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے تو جب اللہ نے ہمارے منہ کو ماں کے پیٹ میں حیض کے خون سے پاک رکھا، پھر ہم کیوں سگریٹ پی کر اپنے منہ کو بدبودار کریں۔

بدنظری سے بچنے کا ایک خاص طریقہ

جس کو جو روحانی مرض ہو مثلاً جو بدنظری کر رہا ہے وہ دوسروں کو کہتا رہے کہ بدنظری حرام ہے، آنکھوں کا زِنا ہے، تو بار بار یہ کہو پھر دیکھو کیسا فائدہ ہوگا، تو جس کو جو مرض ہو اس پر تقریر کرو۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے غصہ کا مرض تھا، میں نے غصہ پر بیان کیا تو مجھے بہت فائدہ ہوا کیونکہ انسان کی زبان کے ساتھ اس کا کان بھی تو سنتا ہے۔

اللہ والوں کے پاس جانا رائیگاں نہیں جاتا

اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ہمیں بزرگوں کے پاس جانا بے کار لگتا ہے کیونکہ ہمیں کچھ یاد ہی نہیں رہتا کہ آج کیا بات سنائی گئی۔ تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یاد رہے یا نہ رہے مگر فائدہ ہوگا جیسے آپ کو معلوم نہیں کہ آپ نے پچھلے منگل کو کیا کھایا تھا لیکن اس غذا کا خون جو آپ کے جسم میں بنا تھا وہ اپنا کام کر رہا ہے تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی باتیں یاد رہیں یا نہ رہیں جو کان سے سن لیا روح کے اندر اس کا نور پیدا ہو گیا، جب جسمانی غذا یاد نہ رہنے سے بھی کام کرتی ہے تو روحانی غذا بھی یاد رہے یا نہ رہے اپنا اثر دکھاتی ہے لہٰذا اللہ والوں کے پاس جا کر ان کی باتیں سنتے رہو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا نور پیدا ہو جائے گا اور اِذَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ بار بار سننے سے دل میں رُسوخ پیدا ہوتا ہے، پانی کا قطرہ مسلسل گرنے سے پتھر میں بھی نشان پڑ جاتا ہے۔

تقویٰ کی برکت سے تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں

تقویٰ کی برکت سے جو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں وہ بین الاقوامی محبوب ہیں، مثال کے طور پر ہر آدمی چاہتا ہے کہ میرا ہر کام آسانی سے ہو۔ بولو بھئی! کوئی چاہتا ہے کہ میرا کام مشکلوں سے ہو؟ پھر تقویٰ کیوں نہیں اختیار کرتے ہو؟ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ:

﴿وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ۝﴾

(سورۃ الطلاق، آیت:۴)

جو گناہ سے بچتا ہے اللہ پاک اس کی مشکل کو آسان فرما دیتے ہیں۔ تو گناہ کر کے اپنے کو کیوں مشکل میں رکھتے ہو، تقویٰ کیوں اختیار نہیں کرتے ہو تا کہ ہماری

سب مشکلات آسان ہوجائیں اور تقویٰ اختیار کرنا بہت آسان ہے، اگر کبھی گناہ صادر ہو بھی جائے تو فوراً توبہ کرلو، رو رو کر اللہ کو منالو، بس جو توبہ ٹوٹنے کے بعد فوراً دوبارہ توبہ کرلے وہ بھی متقی ہے۔

استغفار اور توبہ کا انعام

تو تقویٰ کا انعام بزبانِ نبوت ارشاد ہوتا ہے:

((مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ))

(مشكاةُ المصابيح، كتابُ الدعوات،بابُ الاستغفار والتوبة، ص:۲۰۴)

جو استغفار کو لازم پکڑ لے اور لزوم بمعنی کثرت کے ہیں تو اس کو ہر مشکل سے آسانی ملے گی اور ہر غم سے نجات ملے گی اور اللہ ایسی جگہ سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ یہ کس چیز کا انعام ہے؟ استغفار اور توبہ کا۔ اور یہ تقویٰ کے بھی انعامات ہیں، جو تقویٰ کے انعامات ہیں وہی استغفار کے بھی ہیں۔ فَلِذٰلِكَ كَتَبَ مُلَّا عَلِيٌّ قَارِيٌّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ شَرْحِ الْمِشْكَاةِ الْمُسَمّٰى بِالْمِرْقَاةِ فَاِنَّ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ نُزِّلُوْا بِمَنْزِلَةِ الْمُتَّقِيْنَ تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ معافی مانگنے والے اور اللہ سے رونے والے کو اللہ پاک متقیوں کے درجہ میں لکھ دیں گے۔ تو جو متقیوں کے درجہ میں ہوگا تو جتنے انعامات متقیوں کو ملیں گے اس کو بھی مل جائیں گے۔

اب اگر گناہ بھی نہ چھوڑو، استغفار بھی نہ کرو تو نہایت کاٹھ کے اُلّو ہو۔ اُلّو کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو اصلی ہوتا ہے، اور ایک لکڑی کا بنایا جاتا ہے، اسی لئے وہ مشہور ہے کہ کاٹھ کے الو، کاٹھ کہتے ہیں لکڑی کو۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے استغفار کو کتنا اونچا مقام دیا ہے، استغفار کی برکت سے ہم کو

متقیوں کے درجہ میں کردیا ہے۔ جو انعامات تقویٰ پر ہیں کہ ہر کام کا آسان ہونا، رزق کا بے حساب ملنا اور ہر مصیبت سے خروج ہونا وہی انعامات تائب اور مستغفر کے لئے بھی ہیں، تو کیا یہ رب کا کرم نہیں ہے؟ یہ سارا معاملہ معافی مانگنے پر ہے۔

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ

تہجد کا آسان طریقہ بتاتا ہوں کہ وتر سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لیں، اور اسی دو رکعت میں تہجد کی نیت بھی، کسی نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے تو صلوٰۃ الشکر کی نیت بھی کرلیں، اسی طرح صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ الاستخارہ کی نیت بھی کرسکتے ہیں۔ اب بتایئے کہ دو رکعت میں کتنے لڈو کھائے۔ تو انہیں دو رکعات کی برکت سے ان شاء اللہ قیامت کے دن تہجد گذاروں میں کھڑے ہو جاؤ گے۔ ایک بات اور بتاتا ہوں کہ مسافر پر نوافل معاف ہیں، مسافر کو سفر میں بغیر تہجد پڑھے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وہ اپنے وطن میں ملتا تھا۔ اب جس کو اس مسئلہ کا علم نہیں ہوتا وہ اپنے بزرگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ پیر نے تو سفر میں تہجد نہیں پڑھی حالانکہ مُرید نے تو پڑھی تھی۔

رخصت پر عمل کرنا محافظ تکبر ہے

میرے شیخ حضرت شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ رات کو گیارہ بجے تک ایک جگہ دینی جلسہ تھا اور میں واپسی پر ریل کے ڈبہ میں سو رہا تھا اور تہجد نہیں پڑھی، سفر کی حالت میں تھکن تھی تو میں نے اللہ کی رحمت سے فائدہ اٹھایا، اس کو رخصت کہتے ہیں اور اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں رخصت پر عمل کرنے والوں کو ایسا ہی محبوب رکھتا ہوں جیسا کہ عزیمت والوں کو اور ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ رخصت پر عمل کرنے میں ہماری زیادہ حفاظت ہے کیونکہ

تکبر نہیں آتا اور جو عزیمت پر عمل کرے کہ سفر یا بیماری میں نفل معاف ہیں لیکن پھر بھی پڑھ رہا ہے تو کہتا ہے کہ میں بہت اہم شخص ہوں کہ حالتِ سفر میں تہجد معاف ہے پھر بھی میں پڑھ رہا ہوں یا دل میں تکبر آنے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن اہل اللہ اس سے مستثنیٰ ہیں لہٰذا بعض بزرگوں کا عزیمت پر عمل رہا ہے اور بعض بزرگوں کا اس پر عمل ہے کہ جب خدا دے کھانے کو تو بلا جائے کمانے کو۔

عارف کی دو رکعات غیر عارف کی ایک لاکھ رکعات سے افضل ہونے کی وجہ

تو حضرت نے رخصت سے فائدہ اٹھایا کیونکہ ضعف زیادہ تھا، لیکن اگر کوئی اللہ والا عزیمت پر عمل کرتا ہے تو اس پر اعتراض کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی رخصت پر عمل کرتا ہے تو اس پر بھی اعتراض نہ کرو۔ بزرگوں کا آرام کرنا، عالموں کا سونا کہ دماغ سے تھکن دور ہو جائے، یہ عوام کی عبادت سے افضل ہے۔ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی لاکھ رکعت سے افضل ہے۔ لہٰذا اپنے شیخ کو عارف سمجھو، نیک گمان رکھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ اپنے مرشدین اور مشائخ سے نیک گمان رکھو، تو عارف کی دو رکعت ہماری ایک لاکھ رکعت سے افضل ہے کیونکہ وہ معرفت اور عظمتِ الٰہیہ کے استحضار سے دو رکعت پڑھتے ہیں۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس زیادہ بیٹھو، زیادہ نفلوں کی فکر میں نہ رہو، اپنی نفلیں چھوڑ کر اللہ والوں کے پاس بیٹھو تا کہ تمہاری دو رکعت ایک لاکھ رکعت سے افضل ہو جائے کیونکہ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اللہ پاک کی محبت و عظمت دل میں آئے گی، پھر جب استحضارِ عظمت کے ساتھ سجدہ کرو گے تو تمہارا سجدہ دو سو سلطنت سے افضل ہوگا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوش تر آید از دو صد مُلکت ترا

اللہ کے حضور میں اللہ والوں کو ایک سجدہ کا ذائقہ ان کو دوسو ملکوں سے افضل اور زیادہ مزے دار معلوم ہوتا ہے، دوسو ملکوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اس سے زیادہ مزہ آتا ہے اگر کسی کو دوسو سلطنت مل جائیں اور کسی اللہ والے کو سجدہ مل جائے تو اس کو اس سجدہ میں زیادہ مزہ آئے گا۔ اس لئے فرماتے ہیں ؎

پس بنالم کہ نخواہم ملکہا
نالم ملک آں سجدہ مسلّم کن مرا

مجھے اہل اللہ کا ملک یعنی سجدہ کی سلطنت چاہیے۔ مرغ مسلّم کھانے والو دیکھو! مولانا رومی سجدہ مسلّم مانگ رہے ہیں۔ اب دیکھئے! مسلّم جو ہے ایک صفت ہے لیکن مسلّم کا نام سنتے ہی سب کا ذہن مرغ مسلّم کی طرف جاتا ہے۔ تو اگر بزرگانِ دین کی صحبت مل جائے تو اپنی نفلیں چھوڑ کر ان کی صحبت میں بیٹھو۔

شیطانی دھوکہ

کراچی میں میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہو رہی تھی، اور ایک صاحب اپنی الگ نفلیں پڑھ رہے تھے اور مراقبے میں تھے، سب حیران تھے کہ یہ بے وقوف آدمی شیخ کی مجلس چھوڑ کر نفلیں پڑھ رہا ہے جبکہ اتنے بڑے بڑے علماء حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض لینے یہاں آئے ہیں اور یہ بے وقوف اپنے مراقبہ میں لگا ہوا ہے۔ کسی نے حضرت کو اطلاع دی کہ آپ کے خلیفہ آپ کی مجلس میں نہیں بیٹھتے، الگ مراقبہ کی سیر کرتے ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ آج سے تمہاری خلافت ختم، تم نہایت متکبر شیطان معلوم ہوتے ہو کہ شیخ کی مجلس میں بیٹھنے کے بجائے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ جگہ بنائے ہوئے ہو۔

تو یہ محرومی کی بات ہے کہ جب اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنا ایک لاکھ سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے تو اگر اس ظالم میں عقل ہوتی تو اپنی نفلیں چھوڑ کر شیخ کی مجلس میں بیٹھتا، شیطان اسی طرح سے بہکاتا ہے لہٰذا یہ عقیدہ راسخ کرو کہ اللہ والوں کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا ایک لاکھ سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے۔ اور یہ قول کس کا ہے؟ حکیم الامت کا ہے۔ اور میرے اور حکیم الامت کے درمیان اس قول کے صرف دو راوی ہیں یعنی مفتی تقی عثمانی اور مفتی شفیع صاحب تو ماشاء اللہ روایت قوی ہے۔

تو عہد کرو کہ ہم آج سے روزانہ وتر سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ توبہ، صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ استخارہ، صلوٰۃ الشکر اور صلوٰۃ التہجد پڑھیں گے۔ تو ان شاء اللہ قیامت کے دن تہجد گذار ہو جاؤ گے۔ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ علامہ شامی کتاب الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ:

((وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ))

(رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل)

عشاء کے بعد جو نفل نماز پڑھی جائے وہ تہجد میں شمار ہوگی۔

نفس کی چوری

بعض لوگ اپنے نفس کی شرارت چھپانے کے لیے کہتے ہیں کہ صاحب ہم نے بدنظری کی نہیں، ہم سے بدنظری ہوگئی، تو یہ سب نفس کی چوری ہے، یہ کہو کہ ہم نے بدنظری کی ہے۔ بتاؤ! کوئی بھی گناہ خود بخود ہو جاتا ہے یا اپنے اختیار سے گناہ کرتے ہو؟ لہٰذا یہ نہ کہو کہ نالائقی ہوگئی بلکہ یہ کہو کہ میں نالائق ہوں۔ بتائیے! دونوں عنوان میں فرق ہے یا نہیں؟ تو یہ کہنا کہ میں نالائق ہوں اس میں بقائے شرافت و انسانیت اور تقدس موجود ہے۔ بولو بھئی! نالائقی ہوتی ہے یا

کرتے ہو؟ لہٰذا یہ کہو کہ یا اللہ! ہم دن بھر جو نالائقیاں کرتے ہیں، ہماری ان نالائقیوں کو معاف فرما دیں اور ہم نالائقوں کو اپنی رحمت سے لائق بھی بنا دیجئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے زِ تو کس گشتہ جانِ ناکساں

اے اللہ! بہت سے نالائق بندے آپ کی رحمت سے لائق ہو گئے۔ آہ! کیا پیارا عنوان ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم تو دیکھو! ناقص پر ایک واقعہ یاد آیا۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ایک بادشاہ تفریح کے لئے کشتی میں جارہا تھا کہ اچانک سمندر میں طوفان آگیا، کشتی ٹیڑھی میڑھی ہونے لگی، ایک غلام جس نے کبھی طوفان نہیں دیکھا تھا زور وشور سے چلانے لگا کہ ارے مر گئے، بادشاہ نے کہا کہ اس ظالم نے میری ساری تفریح برباد کر دی، اتنا رو رہا ہے کہ ہمارا سارا لطف ختم کر دیا، کسی عقل مند آدمی کو بلاؤ جو مشورہ دے کہ کیا کریں کیونکہ غلام نے تو کبھی سمندر دیکھا ہی نہیں تھا، آج پہلی دفعہ ہی طوفان دیکھ رہا ہے اور ڈر رہا ہے تو ایک آدمی نے کہا ابھی دیکھئے گا یہ ایسا چپ ہوگا کہ آپ حیرت میں آجائیں گے، میں ابھی اس کو خاموش کراتا ہوں، آپ اس کو اٹھوا کر سمندر میں پھنکوا دیں، جب غوطے مارنے لگے تو فوراً اٹھوا کر کشتی میں بٹھا دیں، ابھی اس ظالم کو کشتی کی نعمت کی قدر نہیں ہے، جب پانی میں ڈوبے گا تب کشتی کی نعمت کی قدر دل میں آئے گی، تو بادشاہ نے دو پہلوان بُلوائے اور کہا کہ اس کو اٹھا کر پانی میں پھینک دو، جب وہ پانی میں غوطے کھانے لگا اور سمجھا کہ بس اب تو مر گئے تو بادشاہ نے فوراً اس کو کشتی میں سوار کرا دیا، اب جناب ایک کونہ میں دَبکے ہوئے خاموش بیٹھے ہیں کیونکہ پانی میں ڈوبنے کے بعد اب کشتی کی نعمت کی قدر معلوم ہوئی۔

حضرت والا کا ایک خواب

آپ لوگوں نے پورے سفر میں مجھ سے یہ بات نہیں سنی ہوگی کہ میں نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت کی، حضرت کے انتقال ۱۹۶۳ء کے حضرت کو خواب میں دیکھا، حضرت بہت واضح اور بالکل خوش نظر آئے۔ میں نے کہا کہ حضرت میں آپ کی صحبت میں مستقل آ گیا ہوں کیونکہ ایک آدمی نے میری کفالت قبول کر لی ہے کہ تم اپنے پیر کے پاس رہو، سارا خرچہ میرے ذمہ ہے لہٰذا اب میں ساری زندگی آپ کے پاس رہوں گا، یہ ساری گفتگو میں خواب ہی میں کر رہا ہوں۔ تو آج مجھے حضرت کی یہ سب باتیں اس لیے یاد آ رہی ہیں کہ لگتا ہے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم الشان فیض جاری ہو رہا ہے۔ اور یہ کشتی والا واقعہ تو میر صاحب بہت دن کے بعد بیان ہو رہا ہے۔ میر صاحب نے عرض کیا کہ جی حضرت کئی سالوں کے بعد۔ حضرت نے فرمایا کئی برسوں کے بعد کہو، سالوں کے بعد مت کہا کرو، سالوں کا تذکرہ مت کرو، برسوں کے بعد کہو، سالوں کو کیوں پیستے ہو، سالوں کو آرام سے رہنے دو، برسوں کہو۔

بیوی کا ماہانہ جیب خرچ مقرر کرنے کی ترغیب

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ بیویوں کا ماہانہ جیب خرچ مقرر کرو اور اس کا حساب نہ لو، یہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ہیں کہ ان کو ماہانہ کچھ وظیفہ دے دو جتنی حیثیت ہو اسی لحاظ سے خرچ کرو، اگر ہوا سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے آ رہی ہے تو دروازہ بھی اتنا ہی بڑا کھولو تا کہ اس دروازہ سے نکل جائے ورنہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور مکان گر جائے گا۔

ابرار کی تعریف

اس لئے بیویوں کو نہ ستاؤ۔ آپ کی اور آپ کی بیوی کی نسبت ایسی ہے جیسے ہاتھی اور چیونٹی کی۔ شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر چیونٹی پر پیر رکھا تو اس پر وہ گذرتی ہے جیسا تمہارے اوپر کوئی ہاتھی پیر رکھ دے جو تم پر گذرے گی وہی اس پر گزرتی ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَ لَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ اللہ کے ابرار یعنی نیک بندے وہ ہیں جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتے اور کسی گناہ سے خوش نہیں ہوتے اور اگر گناہ ہو بھی جائے تو غمگین ہوتے ہیں کیونکہ اَلرِّضَا بِالشَّرِّ شَرٌّ اور اَلرِّضَا بِالْفِسْقِ فِسْقٌ ہے اور اَلرِّضَا بِالْکُفْرِ کُفْرٌ ہے کہ اگر کوئی کافروں سے راضی ہوجائے کہ یہ انگریز بڑے اچھے آدمی ہیں، ویری گڈ آدمی ہیں، تو سمجھ لو کہ یہ کافر ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ اگر اس کو اکراماً گڈ مارننگ بھی کہا تو بھی کافر ہوجائے گا۔ دیکھو شامی کی عبارت پڑھتا ہوں:

((لَوْ سَلَّمَ الْکَافِرَ تَبْجِیْلًا لَا شَكَّ فِیْ کُفْرِہٖ))

(ردُّ المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ)

اگر کسی کافر کو اکرام کے ساتھ سلام کیا کیونکہ اکرامِ کفر، کفر ہے تو وہ آدمی کافر ہوجائے گا۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب ہندو ڈاکیا آتا تھا تو کہتا تھا کہ مولوی صاحب آداب عرض ہے تو حضرت فرماتے تھے کہ آ، داب اور مجھ سے کان میں کہتے تھے کہ میں یہ نیت کر رہا ہوں کہ آ اور میرا پیر داب۔ تو اکرام کا تعلق قلب سے ہے، کافروں سے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم تم کو حقیر سمجھتے ہیں بس دل میں ان کی عظمت نہ آنے پائے۔

غیبت کے گناہ سے توبہ کا طریقہ

اگر کسی کی غیبت ہوجائے تو روزانہ تین دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھو اور اللہ پاک سے یہ عرض کرو کہ اس کا ثواب اس کو بخش دے جس کی میں نے غیبت کی ہے اور اے اللہ! آپ بھی مجھے معاف کردیں اور اپنے بندوں سے معاف بھی کرادیجئے۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب وہ آدمی جس کی آپ نے غیبت کی تھی اپنے نامہ اعمال میں آپ کا بخشا ہوا ثواب دیکھے گا کہ اس نے تو مجھے بہت ثواب بخشا ہوا ہے تو وہ خود بھی معاف کردے گا اور اللہ پاک اپنی رحمت سے بھی معاف کردیں گے۔

بس دعا کرو کہ اللہ پاک عمل کی توفیق نصیب فرمائیں اور ہمیں اپنا مقبول اور اپنا محبوب بنالیں۔ یا کریم! اپنی مرضی پر جینا اور مرنا نصیب فرما۔ یا اللہ! آپ کا کرم ہے کہ آج اس خانقاہ میں حاضری نصیب ہوئی، اس کو قبول فرمالیں۔ یا اللہ! اختر کو، میری اولاد کو اور میری ذُرِّیات کو سو فیصد اپنی غلامی نصیب فرما، آمین۔

حضرت والا کی مقبولیت کی بشاراتِ منامیہ

ایک واقعہ سنئے، ایک عالم آئے اور مجھ سے لپٹ کر رونے لگے۔ میں نے کہا کہ کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم سے بیعت ہوجاؤں۔ میں نے کہا کس کا حکم ہوا؟ کہا کہ حج کے زمانہ میں بیت اللہ کے اندر نیند آگئی تو خواب میں دیکھا کہ حضرت گنگوہی، حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور حضرت حکیم الامت رحمہم اللہ تعالیٰ سب بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ بھی ان بزرگوں کے ساتھ بیٹھے ہیں، تو حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی عالم

نے کہا کہ مجھے بیعت کر لیجئے تو حاجی صاحب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ان سے بیعت ہو جاؤ، حاجی صاحب نے ان کو بیعت نہیں کیا بلکہ آپ کے ہاتھ پر ان کا ہاتھ لا کر رکھ دیا۔ اب وہ عالم کراچی میں مجھ سے لپٹ گئے کہ آپ جلدی مجھے بیعت کر لیں۔

اس کے بعد پھر روضۂ مبارک آیا وہاں بھی یہی حکم ملا۔ ایک واقعہ اور ہو گیا۔ ایک عالم نے خواب دیکھا کہ میری مثنوی شریف کی شرح پر میرا نام یعنی حکیم محمد اختر نہیں لکھا ہے بلکہ حاجی امداد اللہ لکھا ہے، حالانکہ مثنوی کی شرح تو میری لکھی ہوئی ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ حاجی صاحب کی قبولیت ہے، حاجی صاحب کی عالمِ برزخ سے میرے اوپر توجہ ہے، حاجی صاحب نے میری مثنوی کی شرح قبول کر لی ہے۔ اب تیسرا واقعہ سنو! مولانا مشرف علی تھانوی، بہت بڑے عالم ہیں، بڑا ادارہ چلا رہے ہیں، حکیم الامت کے نواسے ہیں، ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے خلیفہ اور مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد ہیں، مولانا محمد مالک کاندھلوی کے بہنوئی ہیں۔ انہوں نے حضرتِ والا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی کو بتایا کہ میں نے حاجی صاحب کی خواب میں زیارت کی اور حاجی صاحب پوچھ رہے تھے کہ تم حکیم اختر کو جانتے ہو؟ تو میں نے کہا کہ خوب جانتا ہوں، لیکن میں نے محسوس کیا کہ حاجی صاحب چاہتے ہیں کہ میں حکیم محمد اختر سے بیعت ہو جاؤں تو میں نے کہا کہ حضرت میں ڈاکٹر عبدالحی صاحب سے بیعت ہوں تو حاجی صاحب نے ماشاء اللہ بھی نہیں کہا، نہ شاباش دی بلکہ خاموش رہے۔

تو مجھے حاجی صاحب سے طبعی مناسبت ہے، ان کی کتاب کا نام نالۂ غمناک ہے اور میرے رسالہ کا نام تھا نالۂ درد ناک۔ اور میرے کئی

دوستوں نے کہا کہ تمہارا مزاج بھی بالکل حاجی صاحب والا ہے۔

میں خود تو نوکری نہیں کرتا لیکن شاید ہی میرا کوئی دن ایسا ناغہ کا جائے کہ میں درسِ حدیث نہ دیتا ہوں۔ کیا یہ درس نہیں ہے؟ یہ درس ہی تو ہو رہا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جنوبی افریقہ میں سمندروں کے کناروں اور جنگلوں میں یہ ہماری چلتی پھرتی خانقاہ ہے، یہاں مدارس تو بہت ہیں، مگر سیکھنے والا طبقہ نہیں ہے۔

تو میرا خواب اس کی تائید ہے جو میں نے لیسٹر میں شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا۔ آہ! حضرت کے انتقال ۱۹۶۳ء کے بعد اتنا واضح خواب میں نے کبھی نہیں دیکھا، یہ پہلی دفعہ بالکل واضح طور پر دیکھا کہ حضرت بہت خوش ہیں اور میں حضرت سے بے تکلفی سے باتیں کر رہا ہوں کہ حضرت اب میری ساری زندگی آپ کے ساتھ گذرے گی کیونکہ میری کفالت کا انتظام ہو گیا ہے۔ بس یہ سب حضرت والا مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کا فیض ہے۔

اصلاح کا مدار مناسبت پر ہے

اور مناسبت کی بات ہے، جس سے مناسبت زیادہ ہوتی ہے اسی سے زیادہ اصلاح ہوتی ہے۔ اس کی مثال میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ سید احمد شہید بیعت ہوئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکن ان کو فائدہ نہیں ہوا کیونکہ مناسبت نہیں تھی تو شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آئے اور کہا کہ آپ ان کی تربیت نہ کیجئے ان کو مجھ سے فائدہ ہوگا چنانچہ ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور ڈھائی سال تک ساتھ رکھا پھر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں آپ کے مرید کو بنا کر لے آیا ہوں۔ پرکھ لیجئے پرکھا لیجئے۔ یہ سب میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔ پھر دیکھ لو کہ کتنے بڑے

صاحبِ نسبت ہوئے اور سکھوں کے خلاف جہاد میں بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔

نیک کام کی قیمت قبولیت کے ساتھ ہوتی ہے

آج اس سفر کی یہ آخری مجلس ہے، کل میری لندن روانگی ہے ان شاء اللہ۔ بس اللہ پاک قبول فرمائیں۔ جو کام مقبول ہوجائے وہی کام ہے اور کوئی کام نہیں، جو قبول نہیں ہو وہ کام ہی نہیں ہے۔ اس لئے جب کوئی اچھا کام ہوجائے اس کے لئے دعا کرو کہ قبول ہوجائے، اگر آپ کے کرم نے قبول فرمایا تو ہمارا کام ہوگیا، اگر آپ نے قبول نہ کیا تو وہ کام ہی نہیں، اگرچہ دنیا لاکھ تعریف کرتی رہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

کمینے لوگوں کا کام بہانہ بازی ہے، کہ صاحب یہ بہانہ ہوگیا، وہ ہوگیا۔ اسی لئے ہم اللہ والے نہیں بن رہے ہیں کہ ہم دنیا کے کاموں میں بہت بزی (Busy) ہیں، ہم کب تک بزی رہیں گے؟ ایک دن حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کو بُز بنا کر لے جائیں گے، بُز معنی بکری، موت کا فرشتہ آئے گا سب کو دبا کر لے جائے گا۔ اس لئے ہر وقت اللہ پاک کو راضی رکھو، مبارک بندہ وہ ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو راضی رکھے تاکہ جب بلاوا آجائے تو کوئی فکر نہ ہو، فوراً لبیک کہے، جب عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ چلنا ہے تو فوراً لبیّک کہے۔ کسی کے ذمہ نمازیں قضا ہیں تو سب ادا کرلو، کسی کا لین دین بقایا ہو اس کو ادا کرو یا اس سے معافی مانگو۔ غرض ہر وقت اس طرح رہنا چاہیئے کہ جس وقت بھی بلاوا آجائے، محسوس ہوجائے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جارہا ہوں تو کلمہ ہی پڑھنا باقی رہے اور کوئی کام نہ رہے، روزہ، نماز، لین دین، حقوق العباد سب کی ادائیگی کرچکا ہو۔

سب سے پیارا وظیفہ

میں اس سفر کی آخری مجلس میں پھر سب سے پیارا وظیفہ بتاتا ہوں جو سب سے بڑے پیارے نے سب سے بڑے پیارے کو سب سے بڑا پیارا وظیفہ دیا ہے کیونکہ اگر اللہ کی رحمت سے مغفرت ہو جائے تو اس کے بعد آپ کو اور کیا چاہئے۔ تو وہ وظیفہ ہے:

﴿رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ﴾

(سورۃ المؤمنون، آیت:۱۱۸)

اللہ پاک سکھا رہے ہیں، اور اللہ میاں سب سے بڑے پیارے ہیں نا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں اللہ کے سب سے بڑے پیارے ہیں، تو سب سے بڑا پیارا سب سے بڑے پیارے کو غیر پیارا وظیفہ دے گا؟ سب پیارا وظیفہ دے گا کہ قُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ پڑھتے رہئے کہ اے ہمارے پالنے والے! آپ ہماری خطاؤں کو معاف کر دیجیے، تو پیغمبر سے تو کوئی خطا نہیں ہوتی پھر ان کو مغفرت طلب کرنے کا حکم کیوں دیا؟ قطب العالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اللہ کا راستہ غیر محدود ہے اور جب نبیوں کو اور اولیاء اللہ کو روحانی اور باطنی ترقی ہوتی ہے، تو جس درجہ سے ان کو ترقی ہوتی ہے تو وہ پچھلے درجہ پر رہنے کی وجہ سے استغفار کرتے ہیں کہ ہم اتنے دن تک اس نچلے درجہ پر کیوں رہے۔ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم ہو رہا ہے کہ آپ پالنے والے سے مغفرت طلب کیجئے اور رحمت طلب کیجئے اور آپ بہترین رحم فرمانے والے ہیں تو پیغمبر تو معصوم ہوتے ہیں، تو ان کی مغفرت سے ان کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اصل میں مغفرت کی برکت پر امت کو سمجھانا ہے، بواسطہ پیغمبر امت کو سبق دیا جاتا ہے لیکن ان کے قرب میں اور ان کے درجات میں بلندی بھی کرنا ہوتی ہے کیونکہ اللہ کا راستہ غیر محدود ہے، اللہ کے راستہ کے غیر محدود اور غیر متناہی درجات ہیں تو جب ایک درجہ سے دوسرے

درجہ پر ان کو ترقی دی جاتی ہے تو پہلے درجہ سے وہ استغفار کرتے ہیں کہ ہم پہلے سے ہی کیوں اس اعلیٰ مقام پر نہ تھے۔

نماز کے بعد استغفار کرنے کی وجہ

اسی لئے نماز کے بعد استغفار کرنا ثابت ہے حالانکہ نماز ایک عبادت ہے۔ تو بات یہی ہے کہ اللہ پاک کی غیر محدود عظمت کا حق محدود قوت سے ادا نہیں ہوتا اور اس لیے استغفار کی تعلیم ہے اور اس میں امت کے لئے نجات کا راستہ ہے کیونکہ اصل چیز یہی ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن بخش دیں اور اپنی رحمت نازل فرما دیں اور جہنم سے نجات دے دیں تو بس کام بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو جلد معاف کر دینے کی وجہ

تو قرآن پاک کی اس دعا کو اس آخری مجلس میں بیان کر رہا ہوں، پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس کو برابر پڑھتے رہو، کثرت سے پڑھتے رہو رَبِّ اغْفِرْ اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو رب کہہ کر بلوایا کیونکہ پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے اور محبت سے معافی جلد ہو جاتی ہے، ماں باپ سے معافی مانگو تو جلد معاف کر دیتے ہیں، محلہ والوں سے معافی مانگو تو وہ نخرے دکھائیں گے۔ تو اللہ پاک سے بھی استغفار کرے کہ ہم سے ایسی چوک کیوں ہوگئی اور جس کے حقوق میں کوتاہی ہوئی ہو اس کے لیے بھی اللہ پاک سے استغفار کرے کہ آپ کے بندوں کے قلب کو میری طرف سے کیوں تکلیف پہنچی تو اللہ کے بندوں سے بھی معافی مانگ لے، بس کوشش میں لگا رہے۔

تو توبہ و استغفار سے وہی درجہ مل جائے گا جو متقیوں کو ملتا ہے۔ اللہ کے

بہت سے بندے ایسے تھے جو متقی تھے، ان سے گناہ ہوا ہی نہیں لیکن اللہ کا کرم ہے کہ گنہگاروں کے لئے بھی توبہ و استغفار کا راستہ کھلا ہوا ہے، جنت جانے کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ تو اسی لیے اللہ پاک نے یہ دعا سکھائی رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ اے میرے پالنے والے! تو یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے سارے ناموں سے صرفِ نظر فرما کر رب ہی کیوں نازل فرمایا تاکہ اللہ پاک اپنی پرورش کی برکت سے تم کو معاف فرمادیں کیونکہ اگر محبت ہو تو مغفرت جلد ملتی ہے۔

ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے دھو رہا تھا، خانقاہ کے پاس کافی نیچے ایک تالاب تھا، تو حضرت اچانک دوڑے ہوئے آئے اور فرمایا کہ حکیم اختر جلدی سے یہ مضمون لکھ لو، ابھی ابھی اللہ پاک نے ایک علم عظیم عطا فرمایا ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں بہت بخشنے والا ہوں اور بہت محبت کرنے والا ہوں:

﴿وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ﴾

(سورۃ البروج، آیت:۱۴)

تو یہاں جو ودود نازل ہوا ہے وہ غفور کا سبب ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہم تم کو جلد معاف کیوں کر دیتے ہیں؟ محبت کی وجہ سے۔ جس کو حضرت نے پوربی زبان میں فرمایا تھا کہ مارے میا کے۔ گجراتی میں محبت کو میا بولتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اس آیت کا عاشقانہ ترجمہ یہ ہوا کہ اے میرے بندو! میں تم کو جلد بخش دیتا ہوں تم اگر مغفرت مانگو تو جلد معاف کرتا ہوں۔ وجہ کیا ہے؟ مارے محبت کے۔

حدیث قدسی کی تعریف

جب بندہ گناہوں کو یاد کر کے بہت زیادہ روتا ہے تو اس کے رونے کی آواز کو اللہ تعالیٰ تمام عالم کی مخلوقات کی سُبۡحَانَ اللّٰہِ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں سورۂ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ حدیثِ قدسی ہے۔ اور حدیثِ قدسی کسے کہتے ہیں؟ اَلْحَدِیْثُ الْقُدْسِیُّ ھُوَ الْکَلَامُ الَّذِیْ یُبَیِّنُہُ النَّبِیُّ بِلَفْظِہٖ وَ یُنْسِبُہٗ اِلٰی رَبِّہٖ حدیثِ قدسی وہ حدیث ہے کہ نبی کی زبانِ مبارک سے کلام نکلے لیکن نبی اس کلام کو اللہ سے منسوب کردے کہ اللہ پاک یہ فرماتے ہیں۔ تو ایسی حدیثوں کو اصطلاح میں حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔ تو حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں:

((لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ))

(روح المعانی فی تفسیر القراٰن العظیم والسبع المثانی، سورۃ القدر، ج:۳۰، ص:۱۹۶)

گنہگاروں کا رونا اور آہ و نالہ کرنا کہ اے اللہ! ہمیں معاف کردیں، ہم دوزخ کا تحمل نہیں رکھتے، ہم کو معافی دیجئے۔ تو یہ رونا، آہ وزاری کرنا، گڑگڑا کر اللہ پاک سے معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کو ساری دنیا کے سبحان اللہ کہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ الْمُسَبِّحِیْنَ میں استغراق کا الف لام داخل ہے یعنی ملائکہ کے سبحان اللہ سے، سارے عالم کے سبحان اللہ سے زیادہ مجھے اپنے بندوں کی آہ و زاری اور استغفار کرنا محبوب ہے۔ اس آہ وزاری کا سبب محبت بھی ہے کہ اللہ پاک اپنے بندوں سے رحمت اور محبت کا تعلق بھی رکھتے ہیں اور یہی دلیل ہے کہ اللہ، اللہ ہے۔ دنیاوی بادشاہ کے یہاں اگر استقبالیہ دیا جارہا ہو اور اس کی تعریف کی جارہی ہو اور وہاں کوئی آکر رونے لگے تو پولیس والے اسے اٹھا لے جاتے ہیں۔ بادشاہ بھی کہتا ہے کہ یہ میرے رنگ میں بھنگ ڈال رہا ہے، نکالو اس کو یہاں سے، کہہ دو کہ صبح آئے، اس وقت ہمارا استقبالیہ ہورہا ہے۔ تو اللہ پاک نے اپنے استقبالیہ سے صرفِ نظر فرما کر اپنے غلاموں، بندوں اور گنہگاروں کی آہ وزاری کو ترجیح دی، یہ دلیل ہے کہ اللہ، اللہ ہے وہ اپنے سبحان اللہ کہلائے جانے اور تعریفیں کروائے جانے سے بے نیاز ہے۔ اور ایک اور دلیل اللہ نے میرے قلب کو عطا فرمائی ہے، ان شاء اللہ آپ نے بھی کہیں نہیں پڑھی ہوگی اللہ

نے اپنے بندوں کی آہ وزاری کو اپنے اسمِ ذات میں سمولیا ہے۔ دیکھو! اللہ کو کھینچ کر کہو، اب آہ کہو، تو اللہ میں ہماری آہ ہے یا نہیں؟ اور جو جھوٹے خدا بنے ہوئے تھے مثلاً شداد، رام چندر، گرونانک وغیرہ جتنے لوگوں نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا کسی کے نام میں ہماری آہ نہیں ہے، یہ اللہ نے غیبی طور پر انتظام کیا ہے کہ اپنا نام کسی کو رکھنے نہیں دیا، دنیا میں جتنے لوگوں نے باطل خدائی کا دعویٰ کیا اللہ پاک نے ان کو ذہنی طور پر اس طرف متوجہ ہی ہونے نہیں دیا کہ وہ اپنا نام اللہ رکھیں، یہ اللہ پاک کا تکوینی انتظام ہے۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

مکہ شریف کے پہاڑوں پر سبزہ نہ ہونے کا راز

اسی طرح اللہ نے حاجیوں کے لئے مکہ شریف کے پہاڑوں پر درختوں کے نظارے نہیں رکھے کہ جب یہاں میرے عاشق آئیں تو ایسا نہ ہو کہ کیمرہ لے کر درختوں میں پڑے رہیں، اس لئے وہاں درخت رکھے ہی نہیں تاکہ میرے بندے خالق الاشجار کے ساتھ چپٹے رہیں، مکہ مکرمہ کو چٹیل میدان رکھا ہے۔ اور پہاڑوں کے سبزہ کی وجہ سے وہاں جراثیم بھی پیدا نہیں ہوتے، منیٰ، مزدلفہ میں کالے کالے پہاڑ ہیں، حج کے زمانہ میں جب لاکھوں کی تعداد میں قربانی ہوتی ہے تو ان کا گوشت اور اوجھڑیاں انہیں پہاڑوں پر پھینک دیتے ہیں تو اگر وہاں سبزہ ہوتا، رطوبت اور نمی ہوتی تو جراثیم کے لئے بہت ہی مفید ہوتی، جراثیم بہت پیدا ہوتے، تو بے شمار بیماریاں پھیل جاتیں۔ تو یہ چٹیل پہاڑ سورج کی تپش سے گرم ہو کر سب اوجھڑیاں جلا کے خاک کر دیتے ہیں، وہاں کا ہر پہاڑ بزبانِ حال یہ کہتا ہے کہ جلا کر خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں۔

اب بعض ڈاکٹروں نے کہا کہ درختوں سے دن میں آکسیجن نکلتی ہے اور رات کو کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے۔ اس کا جواب بھی سنئے کہ اگر وہاں درخت ہوتے تو صبح کو تو آکسیجن نکلتی اور صبح صبح جو آکسیجن درختوں سے نکلتی ہے وہ صحت کے لیے بہت مفید ہے، اسی لئے کہتے ہیں کہ صبح کی ہوا لاکھ روپے کی دوا۔ لیکن رات کو مغرب کے بعد جتنے درخت ہیں سب کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں جو صحت کے لئے بہت مضر ہے۔ اسی لیے ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ شام کو درختوں کے نیچے مت سو ورنہ کاربن ڈائی آکسائیڈ تم کو بیمار کردے گی، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آکسیجن والے درختوں کے ساتھ صبح کو تو رہو مگر رات کو بھاگ جاؤ۔ تو اللہ پاک کو اپنے غلاموں کو بھگانا منظور نہیں اسی لیے اپنے گھر کے اطراف میں درخت نہیں لگائے تاکہ یہ نہ ہو کہ تم صبح صبح تو درختوں سے آکسیجن لو اور شام ہو جائے تو کعبہ چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔ تو اللہ کی رحمت متقاضی ہوئی کہ رات و دن میرے بندے مجھ سے چپٹے رہیں۔ ماں یہ نہیں چاہتی کہ میرا بچہ میری آغوش سے جدا ہو، یہ غیبی انتظام ہے۔

ہجرت کے تکوینی راز

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرام کو ہجرت کا جو حکم ہوا ہے اس میں کیا راز ہے؟ نمبر ایک: وطن کی معبودیت ختم ہوگئی کیونکہ لوگ اپنے وطن کو معبود سمجھتے ہیں۔ نمبر دو: ہجرت نے قیامت تک کے لئے سبق دے دیا کہ اسلام کمپیوٹررائزڈ، جمع جوڑ کا نام نہیں ہے، اسلام بزنس نہیں ہے، اسلام محبت اور اللہ پر فدا ہونے کا نام ہے لہٰذا یہ مت سوچو کہ یہاں مکہ میں ایک لاکھ کا ثواب ہے اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار کا، بس جو میرا حکم ہے اسے مان لو، اسلام نام ہے ہمارے اوپر جان دینے کا، معلوم ہوا جہاں اللہ ملتا ہو وہاں تبرکات کی کوئی قیمت

نہیں ہے، جاؤ اللہ کو حاصل کرو، گھر سے زیادہ گھر والے کو پیار کرو، کعبہ سے زیادہ کعبہ والے سے محبت کرو۔

اسلام عشق ومحبت اور وفاداری سکھاتا ہے

بتاؤ! اگر عرفات کے دن نو تاریخ کو حاجی کہیں کہ ہم اللہ کا گھر نہیں چھوڑیں گے تو کیا ان کا حج ہوگا؟ کیونکہ اب مالک کا حکم یہی ہے، اللہ چاہتے ہیں کہ میرے علاوہ کسی کو میرا درجہ نہ ملے، کعبہ کو بھی وہ درجہ نہ ملے جو میری عظمتوں کا حق ہے، لہٰذا جاؤ عرفات کے میدان میں، آج ہم تم کو جنگلوں میں ملیں گے، آج ہمارا پڑاؤ، ہماری سلطانیت کا ظہور عرفات کے میدان میں ہوگا۔ تو اسلام عشق اور محبت اور وفاداری سکھاتا ہے کہ بعد میں جب مکہ شریف فتح ہوگیا تو مدینہ پاک کے صحابہ اللہ کے رسول کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اب آپ یہیں نہ رہ جائیں، مکہ شریف میں آکر آپ کو اپنا وطن عزیز یاد آجائے اور آپ یہاں گھر نہ بنالیں، تو یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے حکم پر جہاد میں ہماری اولاد شہید ہوجائے، ہماری بیویاں بیوہ اور بچے یتیم ہوجائیں ہمیں سب منظور ہیں لیکن ہم لوگ آپ کی ذات پر انتہائی بخیل ہیں، ہم آپ پر سخی نہیں ہوسکتے، ہم آپ کے لیے کنجوس ہیں، ہم آپ کو مدینہ شریف لے جائیں گے، ہم آپ کو یہاں چھوڑ نہیں سکتے۔

بتایئے! یہاں بخل کا کیسا استعمال ہوا! عربی زبان کی بلاغت کی انتہا ہے کہ ہم آپ پر سخی نہیں ہوسکتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اطمینان رکھو، میں نے وحی الٰہی سے ہجرت کی ہے اور وحی الٰہی نہیں آرہی ہے کہ ہجرت والے پھر مکہ آجائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وفاداری سکھائی ہے یہ نہیں کہ جب مکہ والے ستارہے تھے تو اس وقت مدینہ چلے گئے اور جب مکہ فتح ہوگیا

تو سب مدینہ کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔ آہ! اسی لیے اللہ پاک نے مکہ میں دوبارہ آنے کو منع کر دیا کہ اب مکہ شریف تو فتح ہو گیا ہے لیکن اب دوبارہ یہاں کوئی گھر نہ بنائے۔

تو اللہ پاک نے اپنے بندوں کو وفاداری سکھائی کہ محبت وفاداری سکھاتی ہے اور ایک وفاداری اور بھی ہے کہ اللہ کا رزق کھا کر رزاق کا وفادار ہونا چاہیے، سموسے پاپڑ اور بریانی جس طرح مزے سے کھاتے ہو اسی طرح جب سڑکوں پر کوئی کرسچن لڑکی ٹانگ کھولے ہوئے آجائے اس وقت اللہ پاک کو اپنی وفاداری دکھاؤ، یہ کیا وفاداری ہے کہ جب دل چاہا ان ایئر ہوسٹسوں سے باتیں کر لیں کہ یہ بہت نمکین، حسین، چمکین اینڈ دمکین ہیں، لیکن یہ اللہ کے حکم سے زیادہ نمکین نہیں ہیں، اللہ کے حکم سے زیادہ چمکین نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا جلال الدین رومی کی قبر کو نور سے بھر دے فرماتے ہیں ؎

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

اے دنیا والو! شاہی حکم بہتر ہے کہ نظر بچاؤ یا آب و گل کے شیشے اور ڈسٹمپر کئے ہوئے یہ حسین کہ اندر سے مٹی، اوپر سے حسن کا ڈسٹمپر۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ یہ رنگ و روغن چند دن کا ہے ؎

ہندی و قبچاقی و ترکی و حبش

چار حسینوں کو لاؤ، ایک ہندوستانی ہو، ایک قبچاقی جو ترکیوں کی ایک قوم ہے، ایک ترکستانی اور ایک حبشی ہو، چاروں کا رنگ بالکل الگ الگ ہے یا نہیں؟ حبشن بالکل کالی ہوتی ہے لیکن جب یہ مر جائیں اور ان کو قبرستان میں دفن کر دو تو چند ماہ کے بعد تم پہچان نہیں سکتے کہ کون ہندوستانی ہے، کون حبشی اور کون ترکی ہے، سب مٹی ہیں، اللہ پاک نے اس عارضی زندگی میں ان کو الگ الگ رنگ دیا تھا لیکن مرتے ہی سب مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے۔ اس لئے میں نے جنوبی افریقہ

میں یہ شعر کہا تھا ؂

نہ گوری کو دیکھ نہ کالی کو دیکھ
اسے دیکھ جس نے انہیں رنگ بخشا

اللہ کے حکم سے بڑھ کر نہ تمہارا دل ہے، نہ تمہارا نفس ہے، نہ تمہاری کوئی خواہش ہے، نہ تمہاری کوئی قیمت ہے، اگر تم اللہ کے قانون کو توڑ کر حرام خوشیوں سے اپنے دل کو مست کرتے ہو تو تم کمینے ہو، ذلیل ہو، بے وفا ہو، تمہاری قیمت گر گئی کیونکہ مٹی پہ مٹی ہوگئی، تمہیں پتہ نہیں کہ کتنی قیمت گر گئی، قیامت کے دن پتہ چلے گا۔ لیکن اگر کوئی توبہ کرے تو کام بن گیا، توبہ کرنے کے بعد کام تو بن جاتا ہے لیکن توفیقِ توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا توبہ کے سہارے پر گناہ نہ کرو۔

توبہ آزمانے کے لیے نہیں ہے

میں نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مضمون دیکھا تھا کہ توبہ ایمرجنسی کا مرہم ہے، جیسے کسی مرہم کے سو فیصد مفید ہونے کے باوجود کوئی اپنا ہاتھ آگ میں جلا کر مرہم نہیں لگاتا، مرہم کے سہارے پر آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ آپ اپنی بیوی سے کہو کہ میں ایک مرہم لایا ہوں، آج ریڈیو برطانیہ نے اعلان کیا ہے کہ یہ مرہم جلنے کے بعد لگانے پر سو فیصد مفید ہے کہ زخم نہیں ہوگا اور اگر کسی کا زخم اچھا نہ ہوا تو حکومت برطانیہ ایک کروڑ پونڈ ادا کرے گی اور کہو کہ بیگم صاحبہ سب سے پہلے تم آزماؤ۔ تو وہ کہے گی کہ آگ میں ہاتھ ڈالنے کے لئے میں ہی رہ گئی ہوں، میاں! تم ہی آزما لو۔

تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ گناہ کر کے توبہ کو مت آزماؤ، اگر کہیں گر گئے تو مرہم لگاؤ۔ ایک ہے اپنے کو گرانا اور ایک ہے گرنا، ایک ہے پھسلانا اور ایک ہے پھسلنا۔ اگر باوجود کوشش کے بتقاضائے بشریت کوئی غلطی ہوگئی تو

اللہ سے رونا شروع کردو، یہ نہیں کہ شیطان نے کہا کہ اس بار مزہ لوٹ لو بعد میں توبہ کرلینا، ایسے ہی لوگوں کے لئے سلبِ توبہ کا اندیشہ ہے جو گناہ کے مزے لوٹنے کے لئے توبہ کا سہارا لیتے ہیں، ایسے لوگوں سے توفیقِ توبہ سلب ہوجانے کا خطرہ ہے کیونکہ توبہ کا غلط استعمال کررہے ہیں، یہ ایمرجنسی کے لئے توبہ استعمال نہیں کررہا ہے بلکہ حرام مزہ لوٹنے کے لئے کرتا ہے۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتی ہے

اب میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں، میر صاحب بھی جانتے ہیں، ایک شخص ہر وقت گناہ کرتا تھا، علماء کو گالیاں بھی دیتا تھا، برا بھلا بھی کہتا تھا، اللہ والوں کو بھی برا بھلا کہتا تھا۔ آخر میں بیمار ہوگیا تو لوگوں نے کہا کہ ڈاکٹروں کا فیصلہ ہے کہ اب نہیں بچ سکتے لہٰذا توبہ کرلو، تو اس نے ہمارے ایک دوست سے کہا کہ تم جو مجھے کہہ رہے ہو کہ توبہ کرلو تو یہ لفظ میرے منہ سے نہیں نکل رہا ہے، دنیا کی تمام لغت نکل رہی ہے کہ ہسپتال لے چلو، ڈاکٹر سے کہو کہ دوا کھلائے، روٹی لاؤ، سب کچھ نکلتا ہے، لیکن جو تم کہہ رہے ہو، ت، و، ب، ہ (توبہ) یہ لفظ بالکل نہیں نکل رہا۔ بھئی! یہ قصہ ابھی کا ہے، یہ پرانے زمانہ کا قصہ نہیں ہے، میرے زمانہ کا ہے، جب میں ناظم آباد نمبر ۴ میں رہتا تھا۔ اب ساری دنیا کے سائنسدانوں کا بورڈ بٹھادو کہ ایک شخص کے منہ سے ہر لفظ نکل رہا ہے لیکن صرف توبہ کا لفظ کیوں نہیں نکل رہا؟ اب تو اللہ پر ایمان لاؤ۔ اور یہ بھی بزرگوں نے فرمایا کہ بدنظری کے مرض پر کفر پہ خاتمہ کا اندیشہ ہے کیونکہ جب موت کی بے ہوشی آئے گی تو لوٹے سے وہی نکلے گا جو اس کے اندر ہے، ایک لوٹے میں گدھے کا پیشاب ہے اب اس کو جھکاؤ تو کیا گلاب کا عرق نکلے گا؟

بدنظری سے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے

علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص بدنظری کا مریض تھا، کسی حسین معشوق کو دیکھ کر اس کی یاد سے نجات نہیں پا سکتا تھا۔ نظر ایک ایسی خطرناک چیز ہے کہ بعض وقت اس سے کبھی نجات نہیں ملتی۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عالم کی نظر ایک عورت کی پنڈلی پر پڑ گئی، ساری زندگی اس سے نجات نہ پا سکا حالانکہ اس کا چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا، جب آنکھ بند کی وہی پنڈلی نظر آتی، ایسا پنڈ پکڑا کہ پنڈلی دماغ سے نہیں گئی۔ تو علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عاشق اور بدنظری کے مریض نے کسی حسین کو دیکھا تو اس کی شکل اس کے دل میں گھر کر گئی، جب مرتے وقت اس کو کہا گیا کہ مر رہے ہو کلمہ پڑھ لو تو اس نے کہا۔

رِضَاكَ اَشْهٰى اِلٰى فُؤَادِيْ

مِنْ رَّحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ

کہ اے معشوق! تیرا خوش ہونا مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ محبوب ہے۔ بس اسی کفر پر مر گیا۔ اس لئے اللہ کے لئے نظر کی حفاظت کرو، ان شاء اللہ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

نظر کی حفاظت پر حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے

اب دلیل پیش کرتا ہوں کہ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔

اور محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ:

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَّا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهٗ))

(مرقاۃُ المفاتیح، کتابُ الایمان، ج:۱،ص:۷۴، مطبوعۃ دار الفکر، بیروت)

حلاوتِ ایمانی جس کے دل میں داخل ہوجائے تو واپس نہیں نکلتی، اس میں اشارہ ہوگیا کہ جونظر بچائے گا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اور بدنظری احمقانہ گناہ بھی ہے، دن میں ایک ہزار بار پاگل کتے کی طرح عورتوں کو دیکھوتو بتاؤ وہ ملے گی؟ رات کو بیوی ہی ملے گی۔ اس لئے مزاحاً کہتا ہوں کہ جو بی بی سی سنتا ہے وہ بابا سا بھی سنے یعنی میری بھی سنے، میں نے اپنی خبروں کا نام بابا سا رکھا ہے کیونکہ برطانیہ والوں نے اپنے ریڈیو کا نام بی بی سی رکھا ہے۔

توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوجاتا ہے

تو میں آج اس آخری مجلس میں آپ کو وہ وظیفہ دے رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا یہ وظیفہ ہماری بگڑی بنانے والا ہے، ہمارے ماضی کے گناہوں کی معافی دلانے والا ہے اور حال کو درست کرنے والا ہے اور مستقبل کو حسنِ خاتمہ سے تابناک کرنے والا ہے۔ تو وہ وظیفہ ہے رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ اے میرے پالنے والے! مجھ کو معاف کردیجئے، اللہ سے یہ کہو کہ یا اللہ! جب سے میں بالغ ہوا ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے جتنے حرام مزے امپورٹ کیے ہیں اور میرے کانوں نے جتنے حرام گانے سنے ہیں، میرے ہونٹوں نے جتنے حرام بوسے لیے ہیں اور میری ناک نے جتنی حرام خوشبوئیں درآمد کی ہیں، میرے ہاتھوں نے جتنے حرام کام کیے اور میرے پاؤں کسی معشوق کی طرف چل کر گئے، تو میں جب سے بالغ ہوا ہوں میرے تمام حرام کاموں کو معاف فرمادیں اور آئندہ کے لئے بھی معاف فرمادیجئے، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۲۲)

اللہ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور محبوب رکھے گا، تو یُحِبُّ مضارع کا صیغہ ہے اور مضارع میں دونوں زمانے ہیں یعنی حال اور استقبال۔ تو آج سے آپ لوگ یہ وظیفہ شروع کردو رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ کہ اے میرے پالنے والے! مجھ کو معاف کردیجئے اور معافی کے بعد رحمت بھی نازل کیجئے۔

وَارْحَمْ کی تفسیر

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رَبِّ اغْفِرْ سے تو مغفرت ہوگئی، اور وَارْحَمْ میں جو رحمت کی درخواست ہے تو اس درخواست میں چار نعمتیں ہیں۔ نمبر ایک: توفیقِ طاعت۔ گناہوں کی وجہ سے جو عبادت کی توفیق نہیں رہی تھی تو توفیقِ طاعت سے وہ پھر دل سے عبادت کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔ بدنظری کرکے کسی کو حلاوت اور مٹھاس نہیں ملے گی، اوپری دل سے ہاتھ باندھ کر نماز میں کھڑا تو ہوگا مگر نگاہوں کے سامنے وہی معشوقہ ہوگی، وہی صورتیں آئیں گی، شیطان انہیں کو پیش کرے گا، تو وَارْحَمْ میں چار نعمتیں ہیں پہلی نعمت ہے توفیقِ طاعت۔ نمبر دو: فراخیِ معیشت۔ گناہوں کی وجہ سے روزی میں برکت ختم ہوگئی تھی، تو اب توبہ کرلی کہ اے اللہ! معافی دے دیجئے اور روزی میں برکت ڈال دیں۔ نمبر تین: قیامت کے دن بے حساب مغفرت ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ جس سے حساب ہوگا وہ بچ نہیں سکتا لہٰذا اللہ سے یہ دعا مانگو:

((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق، باب الحساب والقصاص)

اے اللہ! ہم سب کی بے حساب مغفرت فرمادیں۔ اور نمبر چار: دخولِ جنت۔ تو وَارْحَمْ کی چار تفسیریں ہوگئیں۔ اب آگے ہے وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اے اللہ! آپ ساری دنیا کے رحم کے خالق ہیں، ساری دنیا کا رحم آپ کی بھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

ماؤں کی محبت پر ناز کرنے والو! تمہاری ماؤں کو رحمت کی بھیک ہم ہی نے دی ہے، اگر ہم ان کے دل میں رحم نہ رکھتے تو بھوک کی حالت میں وہ تم کو کھا جاتیں، ماؤں کو محبت کرنا میں نے ہی سکھایا ہے تو جب میری رحمت کا ظہور ہوگا تو کیا حال ہوگا تم کو ماں باپ کی رحمت پر ناز ہے حالانکہ میری رحمت پر ناز کرنا چاہئے۔

اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ مجھے اختیار دے کہ اے شیخ حماد! اگر تم چاہو تو میں تمہارا حساب لے لوں اور اگر تم چاہو تو اپنے ماں باپ کو حساب دے دو تو فرماتے ہیں فَاخْتَرْتُ مُحَاسَبَۃَ اللہِ میں اپنے اللہ کو حساب دوں گا ماں باپ کو حساب نہیں دوں گا، کیونکہ ماں باپ کی رحمت محدود ہے اور میرے پالنے والے کی رحمت غیر محدود ہے، تو میں محدود رحمت سے صرفِ نظر کرکے غیر محدود رحمت والے کو حساب دوں گا۔ آہ! اللہ پر کیا اعتماد اور کیا ناز ہے!

تو جب دعا مانگو تو رَبِّ اغْفِرْ میں سوچو کہ یا اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیں اور وَارْحَمْ میں یہ دعا بھی مانگو کہ اے اللہ! توفیقِ طاعت، فراخیٔ معیشت، بے حساب مغفرت اور دخولِ جنت یہ چاروں نعمتیں بھی دے دیں۔

وَاعْفُ عَنَّا کی تفسیر

اب متقدمین میں سے ایک کی تفسیر ذکر کرتا ہوں۔ حضرت مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ عظیم الشان مفسر ہیں، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں روح المعانی سے بہتر کوئی تفسیر نہیں ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ وَاعْفُ عَنَّا اے اللہ! ہم کو معاف کردیجئے، اے اللہ! ہمارے

گناہوں کے گواہوں کو بھی مٹا دیجئے کیونکہ ہر گناہ سے چار گواہ پیدا ہوتے ہیں، جس زمین پر گناہ کرتا ہے وہ زمین قیامت کے دن گواہی دے گی:

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا۝﴾

(سورۃ الزلزلة، آیت:۴)

اور جن اعضاء سے گناہ کرتا ہے وہ اعضاء گواہی دیں گے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾

(سورۃ یٰس، آیت:۶۵)

بدنظری کرتا ہے تو آنکھیں گواہی دیں گی کہ یہ خبیث ہر وقت حسینوں کا حرام نمک چکھتا تھا تب پتہ چلے گا کہ آنکھوں کو جو مزہ دے رہے ہو، یہ آنکھیں تم سے بے وفائی کریں گی لہٰذا ابھی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ اور نامہ اعمال گواہی دیں گے:

﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۝﴾

(سورۃ التکویر، آیت:۱۰)

اور فرشتے گواہی دیں گے:

﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ۝يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۝﴾

(سورۃ الانفطار، آیت ۱۱، ۱۲)

لیکن توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ چاروں گواہوں سے گناہوں کے نشانات مٹا دیں گے، اور خود مٹائیں گے، فرشتوں کے ذریعہ نہیں مٹوائیں گے۔ سن لو! حدیث میں ہے کہ اللہ فرشتوں کے ذریعہ گناہوں کے آثار نہیں مٹوائیں گے، اَنْسَى اللّٰهُ الْحَفَظَةَ ذُنُوْبَهٗ وَ مَعَالِمَهٗ مِنَ الْاَرْضِ وَ مِنْ جَوَارِحِهٖ زمین کے نشانات کو اللہ تعالیٰ خود مٹائیں گے، اور اعضاء کے نشانات بھی مٹا دیں گے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ پاک گناہوں کے نشانات خود کیوں مٹا رہے ہیں، فرشتوں کو کیوں نہیں حکم دیا؟ اس لیے کہ قیامت کے دن فرشتے ہماری

آبرو کو نقصان نہ پہنچائیں، اپنے غلاموں کی آبرو کے لئے اللہ پاک ان کے گناہوں کے نشانات خود مٹائیں گے تاکہ فرشتے احسان نہ جتلائیں کہ میاں! تم تو ایسے ویسے تھے، تمہارے گناہ تو ہم نے مٹائے ہیں۔ حکیم الامت نے یہ بات اپنے وعظ میں فرمائی تھی مگر حدیث میں نے خود پڑھی ہے۔ تو وَاعْفُ عَنَّا کا ترجمہ کیا ہوا کہ ہمارے گناہوں کو اس طرح معاف کر دیجئے کہ گواہوں کو بھی مٹا دیجئے۔

وَاغْفِرْ لَنَا کی تفسیر

آج قرآن پاک کی تفسیر بھی سن لیجئے، وَاغْفِرْ لَنَا اَیْ بِاِظْهَارِ الْجَمِيْلِ وَ سِتْرِ الْقَبِيْحِ آپ میری نیکیوں کو مخلوق میں ظاہر فرما دیجئے اور میرے گناہوں کو مٹا دیں۔

وَارْحَمْنَا کی تفسیر

اور اب وَارْحَمْنَا کی تفسیر سن لیجئے اور حکیم الامت کی تفسیر میں اس تفسیر کو ملا یئے، وَارْحَمْنَا اَیْ تَفَضَّلْ عَلَيْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَآءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِاَفَانِيْنِ الْعِقَابِ کہ یا اللہ! جب آپ نے ہماری خطاؤں کو معاف کر دیا اور ہمارے گناہوں کو چھپا دیا، مغفرت بھی ہوگئی، معافی بھی ہوگئی تو جو بندہ طرح طرح کے عذاب کا مستحق تھا، اب اس پر طرح طرح کی نعمتیں نازل کر دیجئے، جو بندہ قسم قسم کے عذاب اور قسم قسم کے گناہ کا مستحق تھا اس پر اب قسم قسم کی نعمتیں نازل کیجئے۔ بتایئے! علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتنی پیاری عبارت ہے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا کی تین تفاسیر

اب اَنْتَ مَوْلٰنَا کی بھی تین تفسیریں سن لو تاکہ مزہ آجائے، جب

اَنۡتَ مَوۡلٰنَا کہو تو یہ سوچو کہ اَنۡتَ سَیِّدُنَا وَ مَالِکُنَا وَ مُتَوَلِّیۡ اُمُوۡرِنَا تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تین تفسیریں کی ہیں کہ آپ ہمارے آقا ہیں، مالک ہیں اور متولی امور ہیں۔ اور مالک پر ایک عجیب مضمون یاد آیا، آپ کسی کتاب میں نہیں پاؤ گے۔ ایک صاحب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے، وہ میرے دوست بھی تھے، ایک دن انہوں نے بتایا کہ میں نے حکیم الامت سے اس مضمون کو خود سنا ہے کہ حکیم الامت اللہ کو یاد کررہے تھے کہ اے مالک! یادرکھو مالک کہا تھا، رب یا اللہ کچھ نہیں کہا۔ تو کہا کہ اے مالک! ہم سے تو گناہ نہیں چھوٹ رہے ہیں لیکن آپ ہم پر اپنی رحمت کو بند نہ فرمایئے۔ آہ کیا جملہ ہے! میرے ایک رشتے دار نے مجھ سے کہا کہ میں نالائق ہوں، میری اولاد سے اور مجھ سے آپ کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا لیکن آپ اپنے الطاف ہم پر نہ روکیے کہ میں آپ کے خون کا رشتہ دار ہوں۔ اس دن سے مجھے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اس مضمون کی قدر معلوم ہوئی۔ بتاؤ یہ معمولی دعا ہے؟ آج وہ بات سنا رہا ہوں جو کسی کتاب میں نہیں چھپی ہے اور یہ تفسیر بھی کسی کتاب میں نہیں چھپی ہے۔ تو اَنۡتَ مَوۡلٰنَا کی تفسیر ہوگئی، اَنۡتَ سَیِّدُنَا وَ مَالِکُنَا .. الخ مَالِکُنَا پر یاد آیا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تفسیر کی ہے ؎

آں چنیں کردم کہ از من می سزید

ہم نے وہ نالائقی کی ہے جس کا میں اہل تھا، نالائق سے تو نالائقی صادر ہوتی ہے، اب آپ کیا کریں گے میرے ساتھ، اے خدا! اب تو میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا کہ ؎

اے خدا آں کن کہ از تو می سزید

کہ ز ہر سوراخ مارم می سزید

آپ میرے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جس کے آپ اہل ہیں، یعنی ہم کو معافی دے دیجئے کہ گناہوں کی وجہ سے نفس بالکل زہریلا ہوگیا ہے، ہر وقت ہم کو گناہوں کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ وَتُبۡ عَلَيۡنَآ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ